وکی لیکس: ہمارے لیے کیا سبق ہیں؟

عبدالغفار عزیز

پہلے افغانستان کے بارے میں امریکی خفیہ دستاویزات سے پردہ اٹھایا گیا، پھر عراق کے بارے میں پنڈورا باکس کھولا گیا، اور طوفان کے تیسرے تھپیڑے نے تو پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ دنیا بھر میں جہاں جہاں بھی امریکی سفارت خانے ہیں، وہاں ایک بھونچال آ گیا۔ نیویارک کی جڑواں عمارتوں پر حملے اور عالمی اقتصادی بحران کے بعد یہ نئی صدی کا تیسرا بڑا واقعہ ہے جس کے، مستقبل کی سیاست ومعیشت اور مجموعی عالمی صورتِ حال پر گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔ اگرچہ ان دستاویزات میں بیان کیے گئے لاکھوں انکشافات میں سے اکثر باتیں وہی ہیں جنھیں کھلا راز کہا جاسکتا ہے، لیکن اسے بجا طور پر سفارتی نائن الیون قرار دیا جارہا ہے۔ اعتماد واعتبار کسی بھی سفارت کار کا اصل ہتھیار ہوا کرتا ہے، لیکن اب دنیا میں ہر امریکی سفارت کار بے اعتبار ہو کر رہ گیا ہے۔ اب امریکا کے غلام، ایجنٹ اور زرخرید 'دوست' بھی اس سے کوئی بات کرتے ہوئے مستقبل کے وکی لیکس کو ضرور ذہن میں رکھا کریں گے۔ ان 'لیکس' نے امریکی سفارت کاری کی زنبیل میں ایسا چھید کر دیا ہے کہ طویل عرصے تک اسے رفو نہیں کیا جاسکتا۔ انکشافات نما دستاویزات کے مندرجات پر دنیا بھر میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور مزید بہت کچھ لکھا جاتا رہے گا، ہم یہاں اختصار کے ساتھ بعض اصولی نکات کا جائزہ پیش کر رہے ہیں:

ہر انسان کے لیے سب سے بنیادی سبق یہ ہے کہ اس کا ہر قول، ہر عمل کہیں نہ کہیں ریکارڈ ہو رہا ہے۔ بعض انتہائی اہم افراد نے اپنے تئیں یہ سمجھ کر کچھ باتیں یا اقدامات کیے یا انھیں تحریر

میں لے آئے کہ جو کچھ وہ خفیہ طور پر کر رہے ہیں وہ خفیہ ہی رہے گا۔ پھر شاید وہ خود بھی بھول گئے کہ انھوں نے کبھی ایسی کوئی بات کہی تھی، لیکن کئی سال کے بعد اپنے ہی الفاظ اچانک ان کے سامنے آ کر، انھیں آئینہ دکھانے لگے ہیں، اور وہ اس پر شرم سار ہو رہے ہیں: ع آئینہ ان کو دکھایا تو بُرا مان گئے۔

کوئی انکار کر رہا ہے اور کوئی اپنی بات کو ''سیاق و سباق سے کٹی ہوئی ادھوری بات'' قرار دے رہا ہے۔ ہوسکتا ہے ایسا ہی ہو، بہت ممکن ہے کہ کہے گئے الفاظ کو امریکی 'کاتبین' نے اپنی خواہشات کا تڑکا بھی لگا دیا ہو، لیکن کیا ہمیں اس موقع پر اپنے رب کی منادی سنائی دی:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ○ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ○ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ○ (قٓ ۵۰:۱۶-۱۹) ہم نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں۔ ہم اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔ (اور ہمارے اس براہ راست علم کے علاوہ) دو کاتب اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز ثبت کر رہے ہیں۔ کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا، جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو۔ پھر دیکھو وہ موت کی جان کنی حق لے کر آ پہنچی۔ یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

یہ دستاویزات تو انسانوں کا تیار کردہ ریکارڈ ہیں۔ انسانی وسائل ہی اس کا ثبوت ہیں، کہیں کوئی کمپیوٹر ڈسک، کوئی خفیہ کیمرہ، ٹیپ یا کاغذ کا کوئی ٹکڑا، لیکن جو ریکارڈ خالق تیار کر رہا ہے اس میں تو دل میں بسے احساسات اور ذہنوں میں چھپے خیالات تک بلا کم و کاست محفوظ ہو رہے ہیں۔ راز افشا ہو جانے پر دنیا میں ہونے والی جگ ہنسائی اور بدنامی تو دنیا ہی کی طرح عارضی اور وقتی ہے۔ کوئی تدبیر یا کوئی دھوکا و دجل شاید اس کا مداوا بھی کر دے، لیکن اگر روزِ محشر بھی بدنامی و پردہ کشائی ہی حاصل ہوئی تو ہمیشہ ہمیشہ کی اس روسیاہی کا پھر کہیں کوئی علاج نہ ہوگا۔ ہاں، انسان اگر کاتب تقدیر ہی کو اپنا وکیل بنا لے تو دنیا و آخرت کی ہر عدالت میں ہمیشہ

سرخ رو قرار پائے گا۔

مسلم حکمرانوں کا شرم ناک کردار

ان انکشافات میں سب سے قابلِ رحم طبقہ عالم اسلام کے حکمرانوں کا سامنے آیا ہے، یا پھر ان سیاست دانوں کا جو صرف اقتدار کو اپنا اول و آخر اور اصل ایمان سمجھتا ہے۔ اپنے عوام کے لیے خوں خوار بھیڑیوں سے بھی زیادہ سفاک، تمام تر ملکی مفادات کو اپنے اقتدار کی بھینٹ چڑھا دینے کے لیے ہر دم مستعد حکمران اور سیاست دان، اصل ایمان یہ رکھتے ہیں کہ اقتدار کا اصل سرچشمہ امریکی خوشنودی ہے۔ امریکا جسے چاہتا ہے اقتدار عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اقتدار چھین لیتا ہے۔ اپنے عوام اور اپنے کارکنان کے سامنے، فرعون کی طرح اکڑے یہ سب طرم خان، جب امریکی دربار میں حاضری دیتے یا کسی سفیرِ کبیر کے سامنے آتے ہیں تو آدابِ غلامی بجالاتے ہوئے اور سب سے بڑھ کر مطیع فرمان و فرماں بردار ہونے کا یقین دلاتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ بے گناہ اور معصوم شہریوں پر امریکی آقا کے ڈرون حملوں سے لے کر، براہ راست فوجی مداخلت اور عسکری آپریشن تک ہر ظلم کو عین انصاف اور حق قرار دیتے ہیں۔ پاکستان، یمن اور مصر کے حکمرانوں کے اس طرح کے بہت سے جملے ان دستاویزات میں ثبت ہیں کہ ''آپ حملے کرتے رہیے، ہم کہیں گے یہ امریکا کی نہیں، دہشت گردوں کے خلاف ہماری اپنی کارروائی ہے''۔ ''آپ حملے کرتے رہیں، ہم مخالفانہ مذمتی بیان دے دیں گے، لیکن یقین رکھیں یہ صرف اپنے عوام کو بہلانے کے لیے ہوگا''، ''ہم اپنی اسمبلی سے آپ کے حملوں کے خلاف قرارداد منظور کروا رہے ہیں لیکن آپ فکر نہ کریں، آپ کی کسی کارروائی میں کوئی خلل نہ آنے دیں گے''۔ ہوسکتا ہے کہ یہ الفاظ اور جملے کہنے والے حکمران، اپنے ملک اور شہریوں کے دشمن نہ بھی ہوں لیکن سمجھتے یہی ہیں کہ یہ ان کی مجبوری ہے۔ امریکی خوشنودی کے بغیر کرسی نہیں ملتی اور اپنے لوگ مروائے بغیر امریکا راضی نہیں ہوتا۔

پاکستان کی موجودہ قیادت کی جو تصویر ان انکشافات میں سامنے آئی ہے وہ قوم کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ زرداری صاحب کھلے الفاظ میں کہتے ہیں کہ وہ امریکا کی وجہ سے اقتدار میں آئے اور امریکا کے مشورے سے ساری پالیسیاں بنانے کا اطمینان دلاتے ہیں۔ موساد نے کہا: مشرف کی

حکومت قائم رہنی چاہیے۔ زرداری نے جو بائیڈن سے کہا: فوج مجھے اقتدار سے محروم کرسکتی ہے۔ زرداری صاحب امریکی سفیرہ کو دہائی دیتے ہیں کہ ان کی جان کو خطرہ ہے اور وہ اپنا جانشین اپنی بہن فریال تالپور کو مقرر فرماتے ہیں۔ جنرل کیانی نواز شریف کو اقتدار میں آنے سے روکنے کے باب میں امریکی سفیرہ سے راز و نیاز فرماتے ہیں اور اسفندیار کو صدر بنانے کا عندیہ دیتے ہیں۔ نواز شریف صاحب جنرل کیانی کو آرمی چیف بنوانے پر امریکا کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اس طرح پاکستان کے اندرونی معاملات میں امریکی مداخلت کی جو جو شکلیں سامنے آئی ہیں وہ پاکستان کے ایک آزاد، خودمختار اور باوقار ملک ہونے کی نفی کرتی ہیں اور اس کی سرتاسر ذمہ داری پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت پر آتی ہے۔ مسئلہ پاکستان ایران گیس پائپ لائن کا ہو یا بھارت سے تعلقات کا یا دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں پاکستان اور اس کی فوج کے کردار کا ___ پرویز مشرف سے لے کر موجودہ قائدین تک ہر جگہ اس ملک کی قیادت امریکا کے اشارۂ چشم و ابرو پر ناچتے نظر آتے ہیں۔ بار بار یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ امریکی اسپیشل دستے پاکستان میں موجود ہیں۔ ڈرون حملے پاکستان کی سرزمین سے اور پاکستان کی قیادت کی ملی بھگت سے کیے جا رہے ہیں۔ کم از کم ۱۲ امریکی فوجی قبائلی علاقوں میں پاک فوج کے ساتھ کارروائیوں میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ امریکا چیف جسٹس افتخار چودھری کی بحالی کے خلاف تھا، ڈاکٹر قدیر پر پابندیاں اس کے دباؤ میں لگائی گئیں، سوات آپریشن امریکا کے ایما پر کیا گیا اور اس آپریشن میں فوج کی ماورائے قانون کارروائیوں پر پورے علم کے ساتھ امریکا پردہ ڈالتا رہا۔

کیا محکومی اور ذلت کی یہ شرم ناک داستان قوم کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں؟

قرآن کریم کے الفاظ و آیات ہی نہیں ان کی ترتیب اور حرکات و سکنات بھی اپنے اندر ایک معنی و پیغام رکھتی ہے۔ ذرا ایک عجیب ترتیب ملاحظہ فرمائیے۔ سورہ آل عمران کی دو آیات میں انتہائی وضاحت و صراحت کے ساتھ اقتدار عطا ہونے اور چھین لیے جانے کے الٰہی اختیار و قدرت کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا:

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ

قَدِيْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (اٰل عمران ۳:۲۶-۲۷) کہو خدایا! ملک کے مالک تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کردے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں۔ بے جان میں سے جان دار کو نکالتا ہے اور جان دار میں سے بے جان کو، اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

پھر ان آیات کے فوراً بعد ارشاد ہوتا ہے:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ○ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ○ (اٰل عمرٰن ۳:۲۸-۲۹) مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور یار و مددگار ہرگز نہ بنائیں۔ جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں، یہ معاف ہے کہ تم ان کے ظلم سے بچنے کے لیے بظاہر ایسا طرزِ عمل اختیار کر جاؤ، مگر اللہ تمھیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور تمھیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ اے نبی لوگوں کو خبردار کردو کہ تمھارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے خواہ تم چھپاؤ یا ظاہر کرو، اللہ بہرحال اسے جانتا ہے۔ زمین و آسمان کی کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہے اور اس کا اقتدار ہر چیز پر حاوی ہے۔

اقتدار کی حرص میں گرفتار لوگوں کے لیے اس سے بہتر کوئی نصیحت اور اس سے سخت وعید کوئی اور ہوسکتی ہے؟ رب ذوالجلال کو علم تھا کہ اقتدار کے لالچ کا شکار ہوکر اہل ایمان بھی کفار سے

خفیہ دوستیاں گانٹھیں گے، اس لیے واضح حکم بھی دے دیا اور خبردار بھی کر دیا کہ انھیں رفیق و مددگار نہ بناؤ، وگرنہ اللہ سے تمھارا کوئی تعلق واسطہ نہ رہے گا" اور دیکھو اللہ تمھارے کھلے چھپے ہر حال سے آگاہ ہے، کسی سے چھپ چھپا کر بھی راز و نیاز، وعدہ، وعید اور عہد و پیمان کرو گے تو اللہ ان سے باخبر ہوجائے گا۔ صاحب تفہیم القرآن ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "کہیں انسانوں کا خوف تم پر اتنا نہ چھا جائے کہ خدا کا خوف دل سے نکل جائے، انسان حد سے حد تمھاری دنیا بگاڑ سکتے ہیں مگر خدا تمھیں ہمیشگی کا عذاب دے سکتا ہے...... خبردار کفر اور کفار کی کوئی ایسی خدمت تمھارے ہاتھوں انجام نہ ہونے پائے، جس سے اسلام کے مقابلے میں کفر کو فروغ حاصل ہونے اور مسلمانوں پر کفار کے غالب آجانے کا امکان ہو۔ خوب سمجھ لو کہ اگر اپنے آپ کو بچانے کے لیے تم نے اللہ کے دین کو، یا اہل ایمان کی جماعت کو، یا کسی ایک فرد مومن کو بھی نقصان پہنچایا، یا خدا کے باغیوں کی کوئی حقیقی خدمت انجام دی، تو اللہ کے محاسبے سے ہرگز نہ بچ سکو گے۔ جانا تم کو بہرحال اسی کے پاس ہے"۔(تفہیم القرآن، جلد اوّل، آل عمران حاشیہ ۲۶)

اس مضمون کو خالق کائنات نے قرآن کریم میں جا بجا بیان فرمایا ہے۔ کہیں کہا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا ط وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَکْبَرُ ط قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ o (اٰل عمران ۳:۱۱۸) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمھاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے۔ تمھیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں، وہ اس سے بھی شدید تر ہے۔ ہم نے تمھیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان سے تعلق رکھنے میں احتیاط برتو گے)۔

سورۂ مائدہ میں فرمایا:

وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ ط فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ

فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ۝ (المائدہ ۵:۵۱-۵۲) ''اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انھیں میں ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ انھی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں ''ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں''۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''مسلمانوں میں جو لوگ منافق تھے وہ اسلامی جماعت میں رہتے ہوئے، یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ بھی ربط ضبط رکھنا چاہتے تھے۔ تاکہ کش مکش اگر اسلام کی شکست پر ختم ہو تو ان کے لیے کوئی نہ کوئی جاے پناہ محفوظ رہے۔ معاشی اسباب کی بنا پر بھی یہ منافق لوگ ان کے ساتھ اپنے تعلقات برقرار رکھنے کے خواہش مند تھے۔ ان کا گمان تھا کہ اگر اسلام و کفر کی اس کش مکش میں ہمہ تن ہو کر ہم نے ان سب قوموں سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے جن کے ساتھ اسلام اس وقت برسرِپیکار ہے، تو یہ فعل سیاسی اور معاشی دونوں حیثیتوں سے ہمارے لیے خطرناک ہوگا۔ (تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۴۸۰)

اسلام اور اہل اسلام سے دشمنی رکھنے والوں کے ساتھ خفیہ ملاقاتوں میں انھیں اپنی وفاداریوں کا یقین دلانے والے سورۃ الممتحنۃ کا مطالعہ بھی ضرور کرلیں۔ وہاں دیگر ارشادات کے علاوہ یہ ارشاد ربانی بھی خصوصی توجہ چاہتا ہے:

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ط وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (الممتحنہ ۶۰:۱) تم چھپا کر ان کو دوستانہ پیغام دیتے ہو، حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو، ہر چیز کو میں خوب جانتا ہوں، جو شخص بھی تم میں سے ایسا کرے یقیناً راہِ راست سے بھٹک گیا۔

کسی دنیاوی لالچ یا خوف کے باعث دشمن سے گٹھ جوڑ کرنا، اسے اپنی وفاداریوں کا یقین دلانا اور ذاتی مفاد کی خاطر ملک و ملت سے غداری کرنا اتنا سنگین جرم ہے کہ قرآن کریم میں مزید کئی مقامات پر اس سلسلے میں تفصیلی احکام و تنبیہات ملتی ہیں، لیکن یہاں مذکورہ بالا آیات و اقتباسات ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

مسلم ممالک خصوصی ہدف

ان سفارتی دستاویزات میں جہاں مسلمان حکمرانوں ، سیاست دانوں، فوجی جرنیلوں، حکومتی کار پردازوں، اور دانشوروں کے 'اقوال زریں' درج کیے گئے ہیں، وہیں اپنے ان زرخرید دوستوں کے بارے میں امریکی آقاؤں کے ارشادات عالیہ بھی بیان کیے گئے ہیں۔ ان کی تمام تر و فاداریوں کا صلہ انھیں مکار، گھامڑ، بڈھا کھوسٹ، ازکار رفتہ، کرسی کا بھوکا، خرانٹ اور بعض ایسے ایسے القابات کی صورت میں دیا گیا ہے، کہ ایک مہذب انسان کے لیے انھیں زبان پر بھی لانا ممکن نہ ہو۔ امریکی ذمہ داران نے اپنے یہ سارے ادبی خزانے طشت ازبام ہوجانے پر بھی، کوئی ندامت یا شرمندگی محسوس نہ کی، نہ ہی ان پر کوئی معذرت کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ البتہ امریکی وزیر خارجہ یہ بیان دے کر اپنے تئیں فارغ ہوگئیں کہ سفارتی راز سامنے آنے سے ہمارے دوستوں کو جو شرمندگی ہوئی ہے، ہمیں اس پر افسوس ہے۔ پوری کوشش کریں گے کہ آیندہ ایسا نہ ہو۔ گویا صدمہ اگر ہے بھی تو اس بات پر کہ 'غلام اپنے غلاموں' کے سامنے بے نقاب ہوگئے وگرنہ، نہ تو ان کے بارے میں کہے گئے الفاظ والقاب غلط ہیں اور نہ خود ان کے اپنے بیانات میں کسی شک کی گنجایش ہے۔

اگرچہ دنیا کے صرف چند ممالک ہی ان لیکس کی زہرناکی سے محفوظ رہے یا رکھے گئے ہیں، لیکن ان کا غالب ترین حصہ مسلمان ممالک کے بارے میں ہے۔ اہل پاکستان کو لگتا ہے کہ وطن فروشی اور ضمیر کشی کی اس برہنہ دوڑ میں ان کے بڑے سب سے آگے ہیں، لیکن مجموعی طور پر دیکھیں تو الا ماشاء اللہ ہر ملک کا عالم یہی ہے۔ اکثر مسلم ممالک کے بارے میں جاری کی گئی دستاویزات، امریکی خواہشات اور منصوبوں کی حقیقی عکاسی کرتی ہیں۔ مثلاً ایران پر حملہ کرنے کی بات ہی لے لیجیے، کون نہیں جانتا کہ امریکا اور اسرائیل ایک عرصے سے اسی آرزو میں گھلے جارہے ہیں۔ عراق کے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں WMD's کے بعد ایرانی ایٹمی پروگرام کو اسی عالمی جوڑے نے ہوّا بنا کر پیش کیا ہے، لیکن اپنے سفارتی مراسلوں میں اپنے اس پورے خواب اور منصوبے کا ملبہ عرب حکمرانوں پر ڈال دیا۔ شیعہ سنی اختلاف اور خوں ریزی کی ساری آگ پر تیل تو خود چھڑک رہا ہے، لیکن کندھا عرب حکمرانوں کا استعمال کیا جارہا ہے۔ صرف عرب، عجم یا شیعہ وسنی ہی نہیں تقریباً تمام پڑوسی مسلمان ملکوں کو اسی طرح ایک دوسرے کے مقابل

لا کھڑا کیا گیا ہے۔ الجزائری صدر بوتفلیقہ پڑوسی ملک مراکش کے بادشاہ کے بارے میں بیان دیتے ہوئے اسے استعمار کا چہیتا قرار دے رہا ہے اور خلیجی حکمران حزب اللہ اور شام کے حکمرانوں سے شاکی ہیں۔ امریکی سفارت کار اگر ان سارے لڑائی جھگڑوں کو اپنی وزارت خارجہ کے سامنے بغلیں بجاتے ہوئے پیش کر رہے ہیں، تو خود امریکی ارادوں کو بھانپنے اور اُن کا مطلب و مفہوم سمجھنے کے لیے کسی کا عبقری ہونا ضروری نہیں۔ ہاں اس پورے شر میں سے اگر خیر کا کوئی پہلو نکلتا ہے تو وہ یہی ہے کہ امریکی آرزوؤں کی بلی تھیلے سے باہر آجانے کے بعد، مسلمان حکمرانوں کے سامنے سنبھل جانے کا ایک اور موقع موجود ہے۔ کم از کم یہ ثابت کرنے کے لیے ہی وہ باہمی اختلافات کے الاؤ میں کودنے سے باز رہ سکتے ہیں کہ یہ دستاویزات ہماری نہیں امریکی خواہشات کا پرتو ہیں اور ہم ان سے اپنی برأت کا اظہار قولاً ہی نہیں عملاً بھی کرتے ہیں۔

مسلمان ممالک بالخصوص پاکستان کے حکمرانوں کو یہاں یہ حقیقت بھی دوبارہ اور اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ وہ امریکی خوشنودی کے لیے اپنا سارا ملک بھی کھنڈرات میں بدل دیں اور اپنی ساری قوم کو بھی موت کے گھاٹ اتار ڈالیں، یہ حرافہ راضی ہونے والی نہیں ہے۔ اس کے مطالبات جہنم کے پیٹ کی طرح ہیں، انسانوں اور پتھروں کا جتنا بھی ایندھن ڈال دیں، اس میں سے یہی صدا آئے گی: ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ۔ امریکی زبان میں اس کا ترجمہ یہی ہے Do More۔ قرآن کریم نے واضح طور پر خبردار کر دیا کہ ان یہود و نصاریٰ کی خوشنودی صرف ایک صورت میں حاصل ہوسکتی ہے کہ اپنے رب کا دین چھوڑ کر ان کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ 'ڈومور' کی تابع داری کرتے حکمران، اقتدار کی کرسی بچاتے بچاتے اسی ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کے کنویں میں تو جا گریں گے، 'ڈومور' کا ڈھول بند نہیں ہوگا۔ جنوبی کے بعد شمالی وزیرستان، کوئٹہ اور پھر جنوبی پنجاب، کراچی اور پھر مرید کے...... امریکا کہاں کہاں خون کی ہولی نہیں کھیلنا چاہتا۔

جواباً ہمارے ہاتھ میں کیا آتا ہے؟ لیکس کے مطابق ہالبروک اور دیگر امریکی ذمہ داران کی بھارت کو یہ یقین دہانیاں کہ وہ افغانستان میں مکمل آزادی سے کُھل کھیلے، ہم اس بارے میں کسی پاکستانی احتجاج یا مفاد کو خاطر میں نہیں لائیں گے۔ آج افغانستان سے لگاتار یہ خبریں آرہی ہیں کہ وہاں بچے بچے کے دل میں پاکستان سے نفرت بٹھائی جارہی ہے، بھارت وہاں ہر شعبہ زندگی میں

پاؤں جما رہا ہے، خود افغانستان میں افغانیوں کی تربیت کے علاوہ چار ہزار سے زائد افغان فوجیوں کو بھارت لے جا کر انھیں عسکری وفکری تربیت دے چکا ہے اور یہ سلسلہ مزید جاری ہے۔ساتھ ہی پختون اور بلوچ علیحدگی پسندوں کو بھی مسلسل اکسایا اور مضبوط کیا جا رہا ہے، اگر اب بھی 'ڈومور' کے مطالبے کو مسترد نہ کیا گیا تو ہم مشرق ومغرب سے ایسے شکنجے میں کس دیے جائیں گے کہ ان سے نکلنا کسی کے لیے ممکن نہ رہے گا۔

امریکی سفارت کار اپنی دستاویزات میں یہ اعتراف واظہار کرتے ہیں کہ بھارت مظلوم کشمیریوں پر ناقابل بیان ظلم ڈھا رہا ہے۔کشمیری عوام کو زندگی کے ہر عنوان سے محروم کر دیا گیا ہے۔ ان دستاویزات میں بھارتی کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل ایچ ایس پاناگ کو بدنامِ زمانہ سرب درندے، میلوسووچ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ان تمام حقائق سے باخبر ہونے کے باوجود، امریکی غلامی کے گذشتہ ۱۰ برسوں میں کبھی بھی امریکا نے بھارت کو اپنی دہشت گردی سے باز آنے کا نہیں کہا۔ وکی لیکس کے مطابق، امریکی اس حقیقت سے بھی بخوبی آگاہ ہیں کہ ہندو انتہا پسند طاقتیں بھارتی فوج اور ایجنسیوں سے مضبوط رشتہ رکھتی ہیں۔اور یہ ہندو تنظیمیں عالمی امن کے لیے ان تمام تنظیموں سے بڑا خطرہ ہیں جن کا نام پاکستان کے حوالے سے لیا جاتا ہے۔ بھارتی ایٹمی اثاثوں کا ۸۰ فی صد بھی بھارت کے منہ زور باغیوں کے علاقے میں اور ان کی ممکنہ دسترس میں ہے۔لیکن اس سب کچھ کے باوجود، دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ کے ۱۰ برسوں میں کسی نے اس بارے میں بات نہیں کی۔ ان ۱۰ برسوں میں امریکی صدور سمیت جو امریکی ذمہ دار بھی بھارت گیا، اس نے دلی میں حکمرانوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہوکر، پاکستان پر دہشت گردی کے الزامات کی ٹیپ چلانا اپنا فرض منصبی سمجھا۔ بھارتی پارلیمنٹ اور ممبئی حملوں کے بھارتی ڈراموں کا ملبہ پاکستان پر ڈالتے ہوئے پاکستان میں دہشت گردی کے اڈے بند کرنے کا مطالبہ دہرایا۔لیکن کشمیر، بھارتی مظالم، انسانی حقوق، کشمیر کے بارے میں بین الاقوامی قراردادوں جیسے کسی بے کار لفظ کو قابل التفات نہیں سمجھا۔لیکس نے واضح کیا کہ امریکا اور عالمی برادری کورچشمی کے مریض نہیں۔کشمیری عوام کی خوں ریزی انھیں بھی دکھائی دیتی ہے لیکن مسلمان حکمرانوں کی طرح امریکی بھی مجبور ہیں۔ان کی مجبوری یہ ہے کہ کشمیری عوام نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ پاکستان سے محبت کا جرم بھی کرتے ہیں۔

یھودیوں سے خفیہ معاھدہ

وکی لیکس نے دنیا کے تقریباً ہر ملک کی خفیہ کہانیاں سرعام بیان کر دی ہیں، لیکن ان انکشافات کا ایک نہایت اہم پہلو، جس کی طرف مبصرین اور تجزیہ نگاروں کی بہت کم توجہ گئی ہے، یہ ہے کہ فی الوقت دنیا پر اصل قبضہ یہودیوں کا ہے لیکن وکی لیکس میں کہیں بھی صہیونی حکمرانوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جن برسوں کی یہ یادداشتیں ہیں، انھی برسوں میں اسرائیلی درندوں نے سفاکیت کے نئے عالمی ریکارڈ قائم کیے ہیں۔ لبنان کی تباہ کن جنگ کے علاوہ، غزہ میں قیامت خیز تباہی برپا کی ہے۔ یاسر عرفات سے کام نکل جانے کے بعد انھیں زہر دے کر موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ لیکن ان تمام صہیونی کارناموں کو قابل اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ اب ہوسکتا ہے کہ اپنی ساکھ قائم کرنے کے لیے صہیونی ریاست کے راز و نیاز سے بھی کچھ پردہ سرکا دیا جائے لیکن یہ سوال اپنی جگہ رہے گا کہ لاکھوں دستاویزات میں اب تک کیوں اسے کوئی جگہ نہ مل سکی؟ اس طرح کے دیگر کئی اہم سوالیہ نشانات کی روشنی میں بعض تجزیہ نگاروں کی راے میں ان لیکس میں ایک ڈرامے اور سازش کے سارے رنگ موجود ہیں۔ اس بارے میں دو آرا ہوسکتی ہیں لیکن اتنی بات بہرحال اظہر من الشّمس ہے کہ تمام دستاویزات میں سے صہیونی ریاست سے متعلق تمام منفی چیزیں حذف کر دی گئیں یا انھیں پردۂ اخفا میں رکھا گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر۔

اس چابک دستی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ان انکشافات کا وہ حصہ باقی رکھا گیا ہے جو ہے تو صہیونی جرائم کے بارے میں، لیکن اس میں کچھ کردار عرب حکمرانوں کا بھی ہے۔ عرب حکمرانوں کا پردہ چاک والی یہ دستاویزات باقی رہنے دی گئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ غزہ پر اسرائیلی حملے کے لیے پڑوسی عرب حکمرانوں بالخصوص مصری اور الفتح کے ذمہ داران نے نہ صرف اسرائیل کی حوصلہ افزائی کی تھی، بلکہ انھوں نے اس آرزو اور خواہش کا اظہار بھی کیا تھا، کہ غزہ سے حماس کی منتخب حکومت کا خاتمہ کرکے وہاں محمود عباس کے سیکورٹی مشیر محمد دحلان کا اقتدار قائم کیا جائے۔ یہ دستاویزات بتاتی ہیں کہ مصری حکومت نے نہ صرف اسرائیلی احکام کی پیروی کرتے ہوئے غزہ کا محاصرہ کیا بلکہ غزہ کا ہر راستہ بند ہوجانے کے بعد، اہل غزہ کی طرف سے مصری بارڈر پر کھودی جانے والی سرنگوں کی نشان دہی بھی کی، جنھیں اسرائیلی حملوں کے ذریعے تباہ کر دیا گیا۔ ان لیکس میں ان کئی حکمرانوں کا

ذکر کیا گیا ہے جن کے اسرائیل کے ساتھ خفیہ تعلقات ہیں، یہ سب کچھ بتانے کا ایک مقصد یقیناً یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دیگر مسلمان حکمرانوں کو بھی اس طرح کے روابط کے لیے حجت فراہم کی جائے۔ اس صورت حال کے تناظر میں بعض اسرائیلی صحافتی ذرائع نے اب باقاعدہ دعویٰ کردیا ہے کہ وکی لیکس انتظامیہ نے صہیونی ذمہ داران سے معاہدہ کیا تھا، کہ ان کے بارے میں تمام مراسلات پردۂ اخفا میں رکھے جائیں گے۔

کثرت اور تنوع کے ساتھ ساتھ ان دستاویزات سے یہ امر بھی پوری طرح مترشح ہوتا ہے کہ امریکی سفارت کار دنیا کے ہر ملک میں اور اس کے تمام اُمور میں مداخلت کرتے ہیں۔ وہ کسی بھی ملک کے نچلے سے نچلے طبقے تک براہ راست رسائی رکھتے ہیں۔ سیاست دان، صحافتی، تعلیمی اور عسکری حلقے ان کی سرگرمیوں اور توجہ کا خصوصی مرکز ہیں۔ معاشرتی دائروں میں بھی وہ تمام طبقوں بالخصوص خواتین اور نوجوانوں میں گہری رسائی حاصل کر رہے ہیں۔ وہ ہر طبقے کے افراد کو ڈالروں، عیاشیوں، بیرونی دوروں یا دیگر مفادات کے گرداب میں پھانسنے اور پھر انھیں بلیک میل کرتے رہنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ معروف اور طے شدہ سفارتی اصول وضوابط کے مطابق، غیرملکوں میں موجود سفارت کار، ان ممالک کے محدود علاقوں اور محدود افراد و اداروں تک ہی رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔ دیگر افراد اور علاقوں تک پہنچنے کے لیے اس ملک کی وزارتِ خارجہ کے ذریعے، متعین ضوابط کی پابندی کرنا لازمی ہے لیکن امریکا بہادر خود کو کسی ضابطے کا پابند نہیں سمجھتا۔

اب تو سفارتی حلقوں کے علاوہ غیرسرکاری تنظیمیں (این جی اوز) بھی بہت بڑی تعداد میں میدان میں اُتار دی گئی ہیں، جو ہرجگہ اپنی پوری کی پوری سلطنتیں قائم کر رہی ہیں۔ بالخصوص مسلم دنیا میں این جی اوز اور استعماری کارندوں کے ہراول دستے کھڑے کیے جارہے ہیں۔ اس کی نمایاں ترین مثال بنگلہ دیش کی نام نہاد این جی او براک (BRAC) ہے جس کا آغاز ۱۹۷۲ء میں ہوا مگر اس نے ۱۵ برس کے اندر اندر بنگلہ دیش کے سیاسی، سماجی اور معاشی میدان میں اپنی گرفت مضبوط تر کرلی۔ ۱۹۹۲ء میں خالدہ ضیا کی حکومت نے اس کے معاملات اور مداخلت کاری کا جائزہ لینے کے لیے ایک باقاعدہ کمیشن بنایا۔ کمیشن نے یہ بات متعین اور واضح طور پر کہہ دی کہ یہ نام نہاد این جی او عملاً ایک مداخلت کار اور ریاست کے اندر ریاست ہے۔ لیکن پھر جونہی اس پر قدغن

لگانے کی بات کی گئی تو اصل راز کھل گیا۔ یورپی یونین نے دھمکی دے دی کہ اگر براک پر بنگلہ دیشی حکومت نے ہاتھ ڈالا تو ہم اس سے سفارتی تعلقات توڑ لیں گے۔ آج اس تنظیم کے ۳۸ ہزار سے زائد غیر رسمی تعلیم کے اسکول اور ایک لاکھ ۲۵ ہزار سے زیادہ تنخواہ دار کارندے، بنگلہ دیش کی تعلیمی ہی نہیں سیاسی، سماجی، معاشی حتیٰ کہ داخلہ پالیسی تک کے معاملات پر اثرانداز ہو رہے ہیں۔ اب اسی تجربے کو دیگر ممالک میں پھیلاتے ہوئے خاص طور پر افغانستان اور پاکستان کو ہدف بنایا جارہا ہے۔ افغانستان میں تو ۲۰۰۲ء سے اس کو تقویت دینے کے لیے ۳۴ میں سے ۲۳ صوبوں میں کسی نہ کسی رنگ میں کام کرنے کے مواقع دیے گئے ہیں، جب کہ پاکستان میں اس نے ۲۰۰۷ء سے کام کا آغاز کیا ہے اور ۸ اضلاع میں اپنے نیٹ ورک کو مضبوط بنا لیا ہے۔ کمپنی کی سابقہ مشہوری کے سبب یورپی اور امریکی پشت پناہی کے دروازے چوپٹ کھلے رہیں گے، لیکن اگر معاملہ یہی رہا تو آیندہ دو سال کے بعد خود پاکستان کے وہ حکمران جو اس کے لیے مدد کے دروازے کھول رہے ہیں اپنے کیے پر یقینا پچھتائیں گے۔ مگر تب تک بہت دیر ہو چکی ہوگی۔

اسلامی تحریکوں کا امتیاز

امریکی دستاویزات سامنے آنے کا ایک مفید پہلو یہ ہے کہ اس سے دنیا کے سامنے اسلامی تحریکوں کی شفافیت اور اصول پسندی مزید واضح اور اجاگر ہوگئی ہے۔ جماعت اسلامی پاکستان سمیت دنیا کی کوئی ایک بھی اسلامی تحریک نہیں کہ جس کی قیادت نے امریکا کے ساتھ اپنے ایمان وضمیر کا سودا کیا ہو۔ سفارتی روابط ان کے بھی ہیں اور کئی ممالک میں کئی دیگر جماعتوں اور پارٹیوں سے زیادہ مستحکم و مربوط بھی، لیکن یہ ان پر اللہ کا خصوصی کرم ہے کہ ان کی قیادت براے فروخت نہیں ہے۔ وہ بند کمروں میں بھی امریکیوں سے وہی کہتے ہیں جو لاکھوں کے مجمعے میں۔ یقینا اللہ کی حفاظت نہ ہوتی، تو یہ کمزور انسان بھی امریکا کی پھیلائی آلایشوں سے محفوظ نہ رہتے۔

مسلمان ممالک کے حکمرانوں کے بارے میں امریکی رپورٹوں اور تبصروں کے جواب میں اب تک صرف دو حکمران ایسے سامنے آئے ہیں جنھوں نے خود پر لگائے گئے الزامات کا پوری شدومد اور مضبوطی سے جواب دیا ہے۔ ایک تو ترک وزیر اعظم رجب طیب اردوگان جن پر الزام لگایا گیا تھا کہ انھوں نے مالی بدعنوانی کی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں ان کے آٹھ اکاؤنٹس ہیں

اوران میں بھاری رقوم پڑی ہیں۔ طیب اردوگان نے فوراً پریس کانفرنس بلائی اور چیلنج کیا کہ سوئس بنکوں میں میرا ایک بھی اکاؤنٹ اور ایک بھی پیسہ ثابت کردو تو مَیں حکومت و سیاست سے ابھی استعفا دینے کو تیار ہوں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم ان امریکی سفارت کاروں کے خلاف عالمی اور امریکی عدالت میں مقدمہ درج کروائیں گے جنھوں نے الزامات پر مبنی یہ رپورٹس بھیجی ہیں۔ فوراً امریکی وزیرخارجہ نے رابطہ کیا اور ترک حکومت سے باضابطہ معذرت کی گئی۔ لیکن ترک حکومت پر اصل الزامات وہ ہیں جو دیگر سیکڑوں دستاویزات کے ذریعے پیش کیے گئے ہیں اور جن میں ترک حکومت کو اسرائیل کا کھلا مخالف قرار دیتے ہوئے، ترکی اسرائیل تعلقات میں روزافزوں ابتری اور تناؤ پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔

دوسرے حکمران سوڈان کے صدر عمرحسن البشیر ہیں ان پر بھی مالی بدعنوانی اور ۱۰ ارب ڈالر برطانیہ لے جانے کا الزام لگایا گیا۔ انھوں نے بھی اس کی شدید مذمت وتردید کرتے ہوئے کہا کہ اگر ثابت کردو کہ میں نے یہ رقم اڑائی اور برطانیہ میں رکھی ہے، تو مَیں خود یہ ساری رقم الزام ثابت کرنے والے کی نذر کردوں گا۔ لیکن سوڈان چونکہ خود مشکلات میں گھرا ہوا ہے، اس کے جنوبی حصے کی علیحدگی کا سورج سوا نیزے پر آگیا ہے، اس لیے ایسی مشکل میں گھرے ہوئے پریشان حال سوڈان سے معذرت کا تکلف نہیں کیا گیا۔

دنیا پر حکمرانی کا خبط

امریکی دستاویزات نے پوری دنیا میں پھیلے امریکی سفارت کاروں کو ان ممالک کے اصل حکمران ہونے کے زعم وخبط کا شکار دکھایا ہے۔ خود امریکی اعلیٰ عہدے دار بھی اسی خدائی دعوے کی پھنکاریں مارتے نظر آتے ہیں، لیکن خود امریکا ہی میں لاتعداد امریکی دانش ور اور تجزیہ نگار، دہائیاں دے رہے ہیں کہ خدارا اس پاگل پن سے نجات حاصل کرلو۔ عالمی امپیریل پاور بننے کے جنون میں ہم نے خود کو تباہی کے مہیب دہانے پر لاکھڑا کیا ہے۔ اگر ہمارے پاگل پن کا دورہ اسی شدت پر رہا، تو کوئی دن جاتا ہے کہ ہماری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔ دیگ کے ایک دانے کے طور پر چند روز قبل انتقال پاجانے والے امریکی دانش ور چیلمرز جانسن Chalmers Jonson کا مفصل مقالہ بعنوان Blowback: The Costs and Consequences of

American Empire ملاحظہ کرلیجیے۔ جانسن اپنی کئی تحریروں میں سابقہ استعماری اور عالمی طاقتوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ انھوں نے بھی دیگر اقوام وممالک پر قبضے کو قدرت کا فیصلہ اور انتخاب قرار دیا۔ اپنے اپنے زمانے کی یہ سوپر طاقتیں بھی باقی تمام اقوام کو کمزور، وحشی اور جاہل قرار دیتے ہوئے، دنیا کو ترقی اور حقیقی امن و آزادی دینے کا دعویٰ کرتے ہوئے، ان پر قابض ہوتی چلی گئیں لیکن اپنے گھر سے باہر پھلتے پھولتے اور پھیلتے، وہ بالآخر اپنے گھر میں بھی تباہ حالی کا شکار ہوگئیں اور باہر بھی شکست ونامرادی سے دوچار ہوگئیں۔

جانسن امریکی وزارت دفاع کے اعداد وشمار کی روشنی میں بتاتا ہے کہ اس وقت دنیا میں امریکا کے ۷۳۷ فوجی اڈے ہیں۔ دنیا کے ۱۳۰ ممالک میں اس کے تقریباً ۵ لاکھ فوجی، جاسوس یا ایجنٹ پھیلے ہوئے ہیں۔ افغانستان اور عراق میں بیٹھے لاکھوں فوجی جاسوس اور ایجنٹ اس کے علاوہ ہیں۔ لیکن اتنی بڑی عسکری قوت کے باوجود اس کی بیرونی فوجی ایمپائر بھی تیزی سے زوال اور ہلاکت کی دلدل میں دھنستی چلی جارہی ہے اور اندرونی جمہوری نظام کی بنیادیں بھی بتدریج بوسیدہ اور کمزور ہوتی جارہی ہیں۔ اپنے ملک کے ساتھ مخلص ایک دانش ور اپنی تحریروں میں بار بار امریکی ایمپائر کو اختتام (End) سے خبردار کرتے اور ”تمھارے دن گنے جاچکے“ کہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوگیا۔ کیا وقت نہیں آیا کہ وکی لیکس کے لاکھوں صفحات میں بکھری داستانوں کو پڑھ کر، ان سے کچھ سیکھ کر، اور خدا توفیق دے تو کچھ عبرت پکڑ کر مسلمان حکمران (اور عوام بھی) ایک ڈوبتے ہوئے آقا کے در سے اُٹھ کھڑے ہوں اور اپنے رب کے حضور جھک جائیں ــــــ؟

وہ یقین کریں کہ رب کے در پر سر جھکانے سے وہ اتنے سربلند ہوں گے کہ انھیں ساری دنیا اپنے سامنے جھکی ہوئی اور پست نظر آئے گی۔